بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ماہنامہ
جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔13 مدیر۔نعیم احمد نیّر کتابت وڈیزائننگ؛رشید الدین، ماہ،شہادت 1387 ہجری شمسی، بمطابق۔اپریل 2008ء شمارہ نمبر4

احکام خداوندی

’’اے لوگو جوایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کردے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔‘‘(سورۃ الصّف:11 تا13)

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث حضرت خاتَم النّبیّن صلی اللہ علیہ وسلم

’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال مکہ میں میں بیمار پڑ گیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی بیماری کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرے پاس کافی مال ہے اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی قریبی وارث نہیں۔ کیا میں اپنی جائیداد کا دو تہائی حصہ صدقہ کردوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔نہیں۔ اس پر میں نے درخواست کی کہ آدھا حصہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ تیسرے حصّہ کی اجازت دی جائے تو آپؐ نے فرمایا۔ ہاں جائیداد کے تیسرے حصہ کی اجازت ہے اور اصل میں تو یہ تیسرا حصہ بھی زیادہ ہی ہے کیونکہ اپنے وارثوں کو خوشحال اور فارغ البال چھوڑ جانا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ تنگ دست اور پائی پائی کے محتاج ہوں اور لوگوں سے مانگتے پھریں۔‘‘

(بخاری کتاب الفرائض کتاب میراث البنات)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دُکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ، سواِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ دیکھو! میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے، جو اس کے پاس جاتا ہے، جو اس کو عزت دیتا ہے وہ بھی اس کو عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کرکے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔‘‘ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ15)

بنی نوع انسان اور مسلمانوں کیلئے ہمدردی

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے راستے بھی آسان کردیئے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ذریعہ اور وسیلہ بھی مہیا کردیا ہے۔ آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے یہی کام ہو رہا ہے، 24 گھنٹے اس کام کے لئے وقف ہیں۔ پس اگر اپنے علم میں کمی بھی ہو تو اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ضرورت توجہ کی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ پس ہمیں بھی اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وسائل بھی میسر ہیں۔ اس لئے درخواست ہے کہ توجہ کریں۔ دنیا میں ہر احمدی اپنے لئے فرض کرلے کہ اس نے سال میں کم از کم ایک یا دو دفعہ ایک یا دو ہفتے تک اس کام کے لئے وقف کرنا ہے۔ یہ میں ایک یا دو دفعہ کم از کم اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب ایک رابطہ ہوتا ہے تو دوبارہ اس کا رابطہ ہونا چاہئے اور پھر نئے میدان بھی مل جاتے ہیں۔ اس لئے اس بارے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ تمام طاقتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہر ایک کو پیش کرنا چاہئے۔ چاہے وہ ہالینڈ کا احمدی ہو یا جرمنی کا ہو۔ یا بلجیم کا ہو یا فرانس کا (باقی صفحہ:4)

والدین سے حسن سلوک

مبارک احمد تنویر، مربی سلسلہ

والدین اس کائنات میں وہ عظیم درجہ رکھنے والے وجود ہیں جن کا شکر ادا کرنے کا حکم خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بعد بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

1۔ ’’وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔‘‘ (لقمان: ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ میرا، اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر، انسان کو آپ والدین کے متعلق (احسان کرنے کا) تاکیدی حکم دیا تھا۔ (اور) اس کی ماں نے اسے کمزوری کے (ایک دور کے) بعد کمزوری (کے دوسرے دور) میں اٹھایا تھا۔ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال کے عرصہ میں تھا۔ (یاد رکھو کہ) میری ہی طرف (تجھ کو) لوٹ کر آنا ہوگا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، جن کا وجود باجود تا قیامت ہر مؤمن کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ آپؐ نے اپنے قول اور فعل سے جس طرح اس خدائی فرمان کی تعمیل کی اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی ماں کو یمن سے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر حج کرایا ہے، اسے اپنی پیٹھ پر لئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، اسے لئے ہوئے عرفات گیا، پھر اسی حالت میں اسے لئے ہوئے مزدلفہ آیا اور منیٰ میں کنکریاں ماریں۔ وہ نہایت بوڑھی ہے ذرا بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ میں نے یہ سارے کام اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے سرانجام دیئے ہیں۔ تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ’’نہیں، اس کا حق ادا نہیں ہوا۔‘‘ اس آدمی نے پوچھا: ’’کیوں‘‘ آپ نے فرمایا: ’’اس لئے کہ اس نے تمہارے بچپن میں تمہارے لئے ساری مصیبتیں اس تمنا کے ساتھ جھیلی ہیں کہ تم زندہ رہو مگر تم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا وہ اس حال میں کیا کہ تم اس کے مرنے کی تمنا رکھتے ہو تمہیں پتہ ہے کہ وہ چند دن کی مہمان ہے۔ (الوعی، العدد ۵۸، السنة الخامسة)

ایک بار حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے رضاعی والد آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے چادر کا ایک پلو بچھا دیا۔ پھر آپؐ کی رضاعی ماں آئیں تو آپؐ نے دوسرا پلو بچھا دیا۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔‘‘ (سنن ابو داؤد کتاب الادب باب بر الوالدین)

اس زمانہ کے امام اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے علمدار حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ مسیح موعودؑ نے قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی تشریح کیا ہی پیارے رنگ میں بیان فرمائی، آپؑ کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں۔

1۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ’’والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گذر گیا پر اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم ص: 289، مطبوعہ 2003)

خدا تعالیٰ کی امہات الصفات میں سے سب سے پہلی صفت قرآن مجید نے رب بیان فرمائی اور گو حقیقی رب تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر والدین بھی اس کی ربوبیت کے مظہر ہوتے ہیں گو مجازی اور عارضی طور پر۔

2۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ’’عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر، دوسرا روحانی طور پر جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہیں۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے۔ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا. (بنی اسرائیل: ۲۴) یعنی خدا نے یہ چاہا ہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔ حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کس طرح متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا ان میں ڈال دیا، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے۔ اور جب تک قلوب میں اللہ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو تو کوئی فرد بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو، کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ اولاد سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول ص: ۳۱۵، مطبوعہ 2003)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

جرمنی کے ذرائع ابلاغ میں اسلام کے حوالہ سے خبریں

’’مسلمانوں کو مساجد بنانے کا حق ہے‘‘
بشپ کانفرنس کے نئے صدر کا بیان

کیتھولیک بشپ کانفرنس کے صدر Zollitsch نے جو مورخہ 12 جنوری کو منتخب ہوئے ہیں، کہا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمان جرمنی کو اپنا وطن سمجھیں اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ مسلم ممالک بھی چرچ کا احترام کریں۔ لیکن یہ کوئی شرط نہیں ہے۔ اس سے قطع نظر وہ مسلمانوں کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنے کے قائل ہیں۔ اور مسلمانوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں انکو مساجد بنانے کا بھی حق ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی integration کو بھی وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیا۔ اسی طرح کانفرنس نے ہمیشہ اس بات کی حمایت کی ہے کہ مسلمان بچوں کے لئے اسکولوں میں اسلامیات کی تدریس کا انتظام ہونا چاہئے۔

جرمن حکومت کا تجزیہ

جرمن حکومت نے اپنے انٹرنیٹ سائیٹ پر اسلام اور میڈیا کے حوالہ سے ایک مختصر تجزیہ شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اسلام کے بارے میں زیادہ تر خبروں کا تعلق تشدد کے واقعات سے ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ پچھلے عرصہ کے دوران جرمن عوام میں اسلام کے خلاف تحفظات میں اضافہ ہوا ہے۔ جرمنی کے وزیر داخلہ نے کہا کہ متشدّد مسلمان واقعتاً معاشرے کے لئے ایک خطرہ ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ 99 فیصد مسلمان پُر امن شہری ہیں۔ دریں اثناء مسلمانوں کے بارے میں جرمن لوگ منفی رائے رکھتے ہیں۔ اور integration کے لئے کام کرنے والوں کو اس چیلنج کا سامنا ہے کہ کس طرح معاشرے میں یکجہتی پیدا اور مذہبی منافرت ختم کی جا سکتی ہے۔

حکومت کی طرف سے بعض کوششیں ہوئی ہیں۔ جیسے کہ integration summit اور اسلام کانفرنس۔ (یہ اقدامات کہاں تک سود مند ثابت ہوتے ہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا)۔ وزیر داخلہ نے ایک میٹنگ میں کہا کہ جرمن میڈیا کو اسلام کے بارے میں خبروں کو یکطرفہ انداز میں نہیں پیش کرنا چاہئے بلکہ جرمنی میں مسلمانوں کی زندگی کے متفرق پہلو پیش کرنے چاہئیں۔ میڈیا پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جا سکتی لیکن میڈیا کو اسلام کے حوالے سے ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے۔ ساتھ ہی اس رپورٹ میں تنقید کی گئی ہے کہ مسلمان ممالک کے ذرائع ابلاغ بھی جرمنی کے بارے میں بسا اوقات ذمہ دارانہ رپورٹنگ نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے بارے میں بین الاقوامی سروے

گیارہ ستمبر والے واقعہ کے بعد Gallup ادارے نے ایک بین الاقوامی سروے مسلمانوں کے خیالات کے بارے میں کروایا ہے۔ اس سروے کے نتائج ایک کتاب میں شائع کئے گئے ہیں۔ کتاب کا نام ہے Who speaks for Islam. اس سروے کے لئے 35 مسلم ممالک میں 50 ہزار مسلمانوں سے سوالات کئے گئے۔ نتیجہ میں مندرجہ ذیل باتیں سامنے آئی ہیں۔

- سات فیصد افراد نے کہا کہ WTC پر گیارہ ستمبر والا حملہ درست تھا۔
- 93 فیصد افراد نے کہا کہ ہم سیاسی لحاظ سے اعتدال پسند moderate خیالات رکھتے ہیں۔
- سیاسی لحاظ سے انتہا پسند مسلمان دہشت گردی کے حق میں مذہبی جواز پیش نہیں کرتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ امریکہ کی استعماری سیاست ہے
- انڈونیشیا میں 90 فیصد مرد و عورت کے لئے مساوی حقوق کے قائل ہیں۔ ایران میں 85 فیصد اور سعودیہ میں 60 فیصد
- 50 فیصد سیاست میں زیادہ جمہوریت کے حق میں ہے۔ اکثریت آزادیٔ رائے کے حق میں ہے۔
- مسلمانوں کو مغرب کے بارے میں دو باتیں سب سے زیادہ پسند ہیں: ٹیکنالوجی اور جمہوریت۔ لیکن مغرب میں اخلاقی اقدار کا انحطاط ان کو برا لگتا ہے۔ (خود امریکی بھی مغربی کلچر کے بارے میں ایسے ہی جواب دیتے ہیں)

محققین نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ اہل مغرب اسلامی دنیا کو ایک ’’بلاک‘‘ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ مسلمان فرق کرتے ہیں اور مغربی ممالک کی سیاست کے مطابق ان کے بارے میں رائے قائم کرتے ہیں۔ جب جرمنی کے سابق چانسلر Schröder نے عراق جنگ کی مخالفت کی تو بہت سے مسلمانوں نے اس سے مثبت تاثر لیا۔ سروے کرنے والوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے: اسلامی اور مغربی دنیا کے درمیان اختلاف کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ فریقین کے درمیان غلط فہمیوں کی اصل بنیاد سیاسی ہے، مذہبی نہیں۔

یورپین یونین کی طرف سے مذّمت

ایران میں آج کل ایک ایسا قانون بنایا جا رہا ہے جس کے مطابق ہر مرتد کے لئے لازمی سزا قتل مقرر ہو جائے گی ان کوششوں کی یورپی یونین نے مذّمت کی ہے۔ اس قانون کا مسوّدہ ایران کی پارلیمنٹ میں زیر بحث ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆

جرمنی میں تبلیغ اسلام کی مساعی، چیدہ چیدہ پروگرامز کا خلاصہ

Pforzheim میں مسجد کے بارہ میں خدشات دور کرنے کے لئے مختلف سیاسی پارٹیوں کو دعوت

حلقہ Pforzheim میں مسجد کے بارہ میں خدشات دور کرنے کے لئے مختلف سیاسی پارٹیوں کو دعوت دی گئی تا کہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ یکم فروری کو SPD کے دو ممبر ان با قاعدہ پروگرام کے تحت نماز سینٹر میں آئے۔ جن کی مکرم لئیق احمد منیر صاحب مربی سلسلہ سے ملاقات کروائی گئی۔ ان کے ذہن میں جماعت کے بارے میں تصور تشدد پسند ہونے کا تھا لیکن مکرم مربی صاحب کی وضاحت کے بعد انکا نقطہ نظر یکسر تبدیل ہوا اور انہوں نے بڑی دلچسپی سے اسلام اور احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ میٹنگ سوا دو گھنٹہ جاری رہی۔

اسی طرح مورخہ ۱۴ فروری کو FDP کے وفد کو نماز سینٹر میں دعوت دی گئی۔ اس میں FDP کے ممبر Dr. Hans -Ulrich Rulke کے ساتھ ایک گھنٹہ تک ملاقات ہوئی۔ اس میٹنگ میں مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم مرکز سے شامل ہوئے۔ Dr. Rulke صاحب، محترم امیر صاحب سے ملاقات کر کے بہت متاثر ہوئے۔ اور اپنی طرف سے بھر پور تعاون کا یقین دلایا۔

اسی دن شام کو Stadtrat کے ۲۰ ممبران جن کا CDU-SPD-FDP Grüne پارٹی سے تعلق تھا، نماز سینٹر میں تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم وسیم غفار صاحب نیشنل سیکریٹری تعلیم صدر حلقہ فورس ہائم اور مکرم لطف وہاب صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ نماز سینٹر کو جماعتی معلومات اور تعارف والے چارٹس سے سجایا گیا تھا۔ اس موقعہ پر ۱۳ اخبارات کے نمائندگان بھی تشریف لائے تھے۔ اس میں شہر کے برگا مائسٹر کی نمائندگی محترمہ Anita Gondek Intigrationsbeauftragte نے کی۔ مکرم لطف وہاب صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور سب کا تعارف کروایا محترم امیر صاحب نے مہمانوں سے میڈیا میں اسلام کے خلاف منفی اور تعصب پر مبنی خبریں نشر کرنے کا ذکر کیا اور اسلام احمدیت کا تعارف کروایا، زیورچ، ہمبرگ اور فرینکفرٹ کی مساجد کی تاریخ بیان کی اور بتایا کہ جماعت احمدیہ مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے کیا کیا پروگرام کرتی رہتی ہے۔ نیز جہاد اور عورتوں کے حقوق پر بھی بات کی۔ پھر سوال و جواب ہوئے۔ تقریب کے اختتام پر سب مہمانوں کی تواضع بھی کی گئی اس تقریب کی خبر ۶ اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کی۔

لوکل امارت Mannheim: میں تبلیغ کا منفرد انداز

لوکل امارت من ہائیم میں مکرم ڈاکٹر اسلام الحق صاحب نے منفرد انداز میں اپنے علاقہ کے لوگوں کو جماعت کی طرف متوجہ کیا۔ انہوں اپنے بچپن کے شوق پینٹنگ کا سہارا لیا۔ اور سب سے پہلے کنڈر گارٹن کی تصویر بنائی جس کو دیکھ کر علاقہ کے لوگ اور چرچ والے اور شہر کی انتظامیہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ سے مزید دو تصویریں بنانے کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے وہ بھی بنا کر دیں۔ Rathaus والوں ان کے گھر میں آ کر انٹرویو بھی کیا اور انہیں اور انکی فیملی کو ایک تقریب میں تصاویر پیش کرنے کی دعوت دی۔ مقررہ تاریخ پر مکرم ڈاکٹر اسلام الحق صاحب نے اسلام اور جماعت کے بارہ میں لٹریچر بھی ساتھ لیا اور اویس باجوہ صاحب جو کہ اچھی جرمن جانتے ہیں انکو بھی ساتھ لیا اور Burgerhaus پہنچے تو ۸۰ کے قریب جرمن وہاں موجود تھے سب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے ان کو سپیشل میز پر جگہ دی۔ اور ڈائس پر بلا کر سب سے تعارف کروایا۔ اور تقریر کا موقعہ دیا اور بعد میں بطور انعام رقم کی پیشکش بھی کی جسے لینے سے انہوں نے معذرت کی اور اس رقم کو اپنی طرف سے شہر کو تحفہ میں دے دیا تا انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ ہو سکے۔ اسکے بعد باری باری سب نے ان کی اس کوشش کو بہت سراہا۔ اور مختلف سوالات، انکے اور اسلام احمدیت کے متعلق کرتے رہے۔ اور چرچ والوں نے اپنے کتابچہ میں انکا اور اسلام اور احمدیت کا تعارف شائع کر کے تمام علاقہ میں تقسیم کیا اس طرح تبلیغ کے لئے یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔

> تبلیغ کریں ، تبلیغ کریں ، تبلیغ کریں ، یہاں تک کہ حق آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے۔
>
> (پیغام حضرت مُصلح موعودؓ برائے آٹھواں سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ ربوہ بحوالہ ماہنامہ ربوہ انصاراللہ نومبر ۱۹۶۲ء) (مراسلہ، افتخار احمد چیمہ فرینکفرٹ جرمنی)

ہمیں دوسرے مذاہب کا احترام کرنا چاہئے

عبدالباسط طارق صاحب، مربی سلسلہ

مورخہ ۲۰ فروری کو جماعت احمدیہ Kiel کے زیر اہتمام بیت الحبیب میں Islam und Integration der Muslime کے عنوان سے پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے مکرم امجد ناصر بٹ صاحب نے کیا۔ اس کے بعد مکرم حبیب اللہ طارق صاحب نے مہمانوں کو جماعت کا تعارف کروایا جس کے بعد پروگرام کے مہمان خصوصی جناب ٹورسٹن صاحب Herr Torsten Döhring نے غیر ملکیوں کے مسائل پر روشنی ڈالی۔ اور جرمن قوانین کے حوالہ سے بھی حاضرین کو آگہی بخشی۔ اور جرمن معاشرہ میں مسلمان شہریوں کے جزب ہونے کی راہ میں حائل مشکلات کا بھی ذکر کیا۔ مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن شریف کے حوالہ سے بتایا کہ زمین میں ایک جیسا پانی ہوتا ہے لیکن پھل مختلف رنگ اور ذائقہ کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان ایک خدا کی تخلیق ہیں لیکن مذاہب اور کلچر مختلف ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں سب انسانوں کی عزت کرنی چاہئے اور دوسرے مذاہب کا احترام بھی۔ اس طرح ہم باہمی سماجی مسائل حل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ جس کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ اس میٹنگ میں ۵۰ جرمن، ۳۰ عراقی، ۲ افریقی احباب نیز مختلف سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔ سب مہمانوں کو حضور اقدس کے خطبات کی کاپیاں تقسیم کی گئیں آخر پر سب کو پاکستانی کھانا پیش کیا گیا جو سب نے بہت پسند کیا۔

☆ ☆ ☆

مسجد فضل عمر Hamburg: میں طلبہ کی آمد، اسلام میں دلچسپی

مورخہ ۱۸ فروری کو طے شدہ پروگرام کے تحت یونیورسٹی کے طلباء کی ایک کلاس مسجد میں آئی جس میں ۲۱ طلباء اور ایک ٹیچر شامل تھے۔ محترم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے ان کو نہایت اچھے انداز میں اسلام کا تعارف کروایا اور اسلامی تاریخ کے متعلق وضاحت کی۔ آپ نے بتایا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے پندرہ سو سال پہلے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب مساجد ہدایت سے خالی ہوں گی، اسلام کا صرف نام رہ جائے گا، قرآن پر عمل نہ ہوگا۔ آج آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہے۔ مگر ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ امام مہدی تشریف لائیں گے اور وحدت کو قائم کریں گے، اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کروائیں گے۔ مکرم مربی صاحب نے بتایا کہ آج واحدت خلیفۃ المسیح کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔ دنیا کا امن خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہماری مساجد امن کا گہوارہ ہیں، وغیرہ۔

طلبہ کی اسلام میں دلچسپی کے باعث یہ پروگرام تقریباً ایک گھنٹہ اور تیس منٹ تک جاری رہا۔ سب نے دل بھر کر سوالات کئے، جو ختم ہوتے نہ نظر آ رہے تھے۔ ان سوالات کے مکرم مربی صاحب نے تسلّی بخش جوابات دیئے اور فرمایا میں جواب دینے سے نہیں تھکوں گا، کہیں آپ لوگ نہ تھک جائیں۔ طلبہ اپنے ساتھ ۴۰ کتب بھی لے کر گئے۔ آخر پر سب کی ضیافت کی گئی۔

معاشرہ میں جذب ہونے کے بارہ میں اسلام کیا تعلیم دیتا ہے۔

جماعت Gießen میں مورخہ ۱۷ فروری کو جرمن شہریوں کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس کا موضوع

Islam und Integration

(معاشرے میں جذب ہونے کی اسلامی تعلیم) تھا۔

میٹنگ کا آغاز مکرم زید ندیم بھٹی صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد مکرم مظفر بٹ صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ اسکے بعد شہر کے میئر کی نمائندہ نے چند فقرات کہے۔ اس کے بعد ایک خادم نے آج کے موضوع پر ایک مضمون پڑھا۔ اس میں قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے بہت اچھی طرح مضمون کی وضاحت کی گئی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنی تقریر میں اسلام کی اعلیٰ تعلیم اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ آپؐ نے اپنی عملی زندگی میں کیسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا، دُشمنوں سے بھی حسن سلوک کیا، انہیں معاف کر دیا جنہوں نے آپؐ کو تکالیف دی تھیں، جنگ کی حالت میں بھی اصولوں اور معاہدات کا پاس کیا۔

جس کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ مہمانوں نے اسلام اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں مختلف سوالات کیئے۔ جن کے تسّلی بخش جوابات دیئے گئے۔

اس میٹنگ میں ۵۰ جرمن احباب شامل ہوئے۔ آخر پر سب مہمانوں کو ریفریشمنٹ دی گئی۔

☆ ☆ ☆

Vol. 13 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 4

National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

Ginsheim میں جرمن احباب کے ساتھ

عید ملن پارٹی کا انعقاد

Ginsheim میں مورخہ ۱۹ فروری کو جرمن احباب کے ساتھ عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا۔ مکرم لوکل امیر صاحب نے مکرم عبدالرحمٰن احسن صاحب سیکریٹری تبلیغ کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا۔ اس عید ملن پارٹی کے دعوت نامے بڑے وسیع پیمانے پر تقسیم کئے گئے۔ ۱۹ فروری کو نوجوانوں کی ایک ٹیم نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ مکرم امیر صاحب جرمنی بھی بروقت تشریف لائے۔ اس طرح اس پارٹی میں شہر کے برگا مائسٹر صاحب، مربی سلسلہ لئیق احمد منیر صاحب، لوکل امیر صاحب اور جنرل سیکرٹری صاحب گروس گیراؤ، نیشنل سیکرٹری صاحب جائیداد، نائب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی، چرچ کے پادری، دو ڈاکٹر، دو ٹیچرز، سیاسی پارٹیوں کے نمائندے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے جرمن شامل ہوئے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز مکرم حافظ فخر صاحب نے تلاوت سے کیا۔ پھر مکرم رشید ریحان صاحب نے عیدالاضحیٰ پر ایک مضمون پڑھا۔ اسکے بعد محترم امیر صاحب نے برگا مائسٹر کو دعوت دی۔ برگا ماسٹر نے احمدیوں کی بہت تعریف کی اور یہ بھی کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ احمدی یہاں مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ اور کہا کہ میں آپ لوگوں کی محبت میں یہاں آیا ہوں ورنہ آج میں ایک اور جگہ مدعو تھا۔ آخر پر انہوں نے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنی مختصر سی تقریر میں پہلے جناب برگا مائسٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ پھر مختصراً اپنا تعارف کروایا اور اس بات پر زور دیا کہ ایسے پروگرام مزید ہونے چاہئیں، اس سے آپس میں ایک دوسرے کو اور ایک دوسرے کے کلچر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے اس کے بعد سب مہمانوں کی پاکستانی کھانوں سے تواضع کی گئی۔ سب نے کھانے بہت پسند کئے۔ کھانے کے دوران اور بعد میں محترم امیر صاحب اور مکرم مربی صاحب نے جرمن مہمانوں سے تبادلہ خیال کیا۔

عید ملن پارٹی میں لجنہ نے بھی شمولیت کی، جن کے لئے پردے کا انتظام تھا۔ لجنہ نے بھی جرمن خواتین کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ شعبہ اشاعت کے سٹال پر کافی رش رہا۔ اور مہمان کافی تعداد میں لٹریچر لے کر گئے۔ دو اخبارات کے نمائندے بھی آئے تھے انہوں نے بھی انٹرویو لئے۔ اس پارٹی میں ۵۹ جرمن احباب کے علاوہ ۷۰ دیگر افراد شامل ہوئے۔ اس کی خبر دو اخبارات میں شائع ہوئی۔

☆ ☆ ☆ ☆

یہ کیسے ہوگا کب ہوگا؟

مکرم محمد سعید احمد تحریر فرماتے ہیں ''1954ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں خاکسار کو شرکت کا موقع ملا۔ قریباً دو صد زائرین لاہور سے روانہ ہو کر بسوں کے ذریعہ نصف رات کے وقت قادیان پہنچے۔ استقبالیہ کے لئے چاق و چوبند درویشان قادیان منتظر تھے۔ جن میں صحابی حضرت مسیح موعودؑ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ بھی شامل تھے۔ دراز قد، منحنی جسم، نورانی چہرہ، معمر ہونے کے باوجود پوری طرح مستعد، ہر زائر سے معانقہ کرتے اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ زمانہ درویشی کے حالات پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ زائرین کو دیکھ کر پاکستان میں بسنے والے اپنے اہل وعیال یاد آ گئے ہیں۔ قبل از تقسیم ملک کے زمانہ کے سالانہ جلسوں کی رونق یاد آ رہی ہے اور اس بے بسی کے ماحول کی گھٹن نے بے تاب کر دیا ہے۔ مگر مجھے حضرت بھائی صاحب سے اصل حقیقت معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اتفاق کی بات ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے اختتام کے چند دنوں بعد حضرت بھائی صاحب لاہور تشریف لائے۔ نماز جمعہ مسجد دہلی دروازہ میں ادا کی۔ بعد ازاں احباب جماعت سے ملے اور وہی قادیان میں قافلہ زائرین کے استقبال والا نظارہ دیکھا گیا۔ آخر میں جب حضرت بھائی صاحب کے پاس چند ایک احباب رہ گئے تو خاکسار نے ہمت کر کے ان سے پوچھا کہ احمدیوں سے ملاقات کے موقع پر پیار سے بھرے معانقہ اور رقت کی وجہ کیا ہے۔ پہلے تو مجھے غور سے دیکھا پھر فرمایا تمہاری عمر بہت چھوٹی ہے تم نہیں سمجھو گے۔ بات یہ ہے کہ میں بہت چھوٹا تھا قریباً 12-14 سال کا، جب احمدیت قبول کی۔ قادیان کی بستی بہت چھوٹی تھی، آبادی بھی کم تھی۔ مسجد مبارک میں پنجگانہ نماز کے وقت حاضری مختصر ہوتی۔ حضرت مسیح موعودؑ اکثر و بیشتر نماز کے بعد احباب میں تشریف فرما ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت بہت ترقی کرے گی۔ ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ اس وقت میں اپنی حالت دیکھتا، قادیان کی حالت کو دیکھتا اور حاضرین کی تعداد کو دیکھتا، میری چھوٹی سی عقل میں ان پیش خبریوں کو سمجھنے کی طاقت نہیں تھی۔ میں گھنٹوں سوچا کرتا کہ یہ کیسے ہوگا، کب ہوگا، میری زندگی میں ہوگا یا بعد میں۔

اب جب میں ان سب پیش خبریوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھتا ہوں تو ہر احمدی مجھے ان پیش خبریوں کا مورد نظر آتا ہے۔ تو پھر مجھے اپنا مبارک آقا یاد آ جاتا ہے اور میں بے تاب ہو جاتا ہوں کہ وہ خود تو یہ دیکھے بغیر مولا کریم کے حضور حاضر ہو گئے اور ہم ان کی عظمت کے گواہ بن گئے ہیں۔ اس لئے میرے آنسو خوشی اور غمی کے ہیں۔ آقا کی جدائی کا غم ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ خالد، ستمبر 1999ء صفحہ 132-133)

السلام علیکم کہنا

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

قادیان میں آداب عرض کہنے کا رواج نہیں تھا۔ ہندو، مسلمان، سکھ، آپس میں ملتے تو صرف ''سلام'' کہتے تھے۔ پھر ہمارے سامنے جو معاشرہ تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے کا معاشرہ تھا۔ اس میں بھی ہم نے ہندوؤں اور سکھوں کو صرف سلام کہتے سنا۔ ابا جی کے سکھ دوستوں میں سے ہزارہ سنگھ ہمارے یہاں آتے تو ہم انہیں چاچا جی سلام کہتے اور وہ ہمیں دعا دیتے ''جیتے رہو بیٹا''۔ اسی طرح بازار سے گذرتے ہوئے کئی بار ہندو دکاندار ابا جی کو سلام کہتے ''مولوی جی سلام'' اور ابا جی جواب میں یہی کہتے ''لالہ جی سلام'' یا ''سردار جی سلام'' مگر اس کلچر میں اور اس کلچر میں جسے ہم احمدیہ کلچر کہتے ہیں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ قادیان اور ربوہ میں نہ صرف ''السلام علیکم'' کہنے کا رواج تھا بلکہ تاکید کی جاتی تھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا جائے۔ اس بات کی اتنی عادت پڑی ہوئی تھی کہ لاہور پڑھنے کے لئے گئے تو رستے میں جو بھی ملتا اسے السلام علیکم ضرور کہتے۔ سیر کے دوران ایک صاحب سے روزانہ ہی آمنا سامنا ہوتا تھا ہم انہیں السلام علیکم کہتے وہ جواب تو دیتے مگر ایک روز انہوں نے ہمیں روک لیا اور کہا معاف کیجئے میں نے آپ کو پہچانا نہیں''۔ ہم نے مسکرا کر کہا ''ہماری شناسائی تو ہے ہی نہیں، آپ پہچانتے کیسے'' ہم تو مسلمان سمجھ کر اپنی عادت کے بموجب السلام علیکم کہہ دیتے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ ان صاحب سے ہماری دوستی ہو گئی۔ وہ بھی ہماری طرح سیر کے عادی تھے۔ اس لئے روز ہی آمنا سامنا ہو جاتا تھا بعد کو معلوم ہوا کہ جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس صاحب ہیں۔ ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج۔ جج صاحب اللہ بخشے بہت ملنسار آدمی تھے۔ ان کے بعض عدالتی فیصلے کافی متنازعہ رہے۔ (ججی سے اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے عدالت میں ایک درخواست دی تھی کہ ۱۹۷۳ء کا آئین کفریات کا پلندہ ہے اس لئے اسے منسوخ کیا جائے)۔

برادرم عزیزم خلیفہ صباح الدین احمد نے بھی کسی دوست کا حال لکھا ہے کہ اسلام آباد میں آپ ہر روز ان سے السلام علیکم کہتے تھے۔ ایک روز ان صاحب نے کوئی سرکاری افسر تھے، کہہ ہی دیا کہ آپ بہت السلام علیکم کہہ چکے اپنا کام بھی بتا دیجئے۔ جب خلیفہ صاحب نے سلام برائے ثواب کا فلسفہ چھانٹا تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ السلام علیکم کہنا ہمارے معاشرہ کے پلے ہوئے بچوں کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے۔ گویا احمدی کلچر کا پہلا جزو السلام علیکم کہنا ہے۔

السلام علیکم کہنا ہمارے معاشرہ کے پلے ہوئے بچوں کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے

مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان میں اگر کوئی احمدی کسی کو السلام علیکم کہہ دے تو وہ قانون کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ جیسا کہ اس ایف آئی آر میں درج ہے جو سارے ربوہ شہر کے خلاف درج کی گئی تھی کہ احمدی لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے جان بوکر السلام علیکم کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ صرف اپنے کلچر کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ احمدیہ کلچر کی یہی چیز سب سے پہلے ربوہ یا قادیان میں نواردوں کو حیرت میں ڈالتی تھی۔ دوسرے معاشرہ میں یوں سرعام اور علی الاعلان بلاتخصیص ہر سامنے آنے والے کو سلام کہنے کا رواج ان میں تھا، نہ ہے۔

(احمدیہ کلچر، صفحہ ۳ و ۴)

☆ ☆ ☆

بقیہ۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی

ہو یا یورپ کے کسی بھی ملک کا ہو یا دنیا کے کسی بھی ملک کا ہو چاہے گھانا کا ہو افریقہ میں یا بورکینا فاسو کا ہو، کینیڈا کا ہو یا امریکہ کا ہو یا ایشیائی کسی ملک کا ہو، ہر ایک کو اب اس بارے میں سنجیدہ ہو جانا چاہئے اگر دنیا کو تباہی سے بچانا ہے۔ ہر ایک کو ذوق اور شوق کے ساتھ اس پیغام کو پہنچائیں، اپنے ہم وطنوں کو اپنے اس پیغام کو پہنچائیں، (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۴ رجون ۲۰۰۴ء بمقام نن سپیٹ۔ ہالینڈ)